رجسٹرڈ ایل نمبر

[illegible]ستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف

جلد ۱۸ — نمبر

مورخہ ۳ فروری ۱۹۲۶ء

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سعہ)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (عہ۱۰)
" معاونین " پانچ روپے (عہ۵)
" بیرون ہند آٹھ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکا[illegible]
مذاہب پر اس کی حقیقت کو [illegible]
۲۔ سکھوں اور آریوں میں [illegible]
کے اہم فرائض کو ادا کرنا [illegible]
۳۔ دیگر مذاہب کے حم[illegible]
جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعل[illegible]

KHILAFAT LIBRARY

ہندو تمدن و تہذیب پر اسلام کا اثر

اس عنوان سے ۱۷ جنوری کے نور میں جو ایک ٹریکٹ شایع ہوا ہے۔ الحمد للہ وہ بھید [illegible] پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اور فی زمانہ ایک ایسے مضمون کی جس قدر ضرورت تھی۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ غیر مذاہب خصوصاً آریوں کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام نعوذ باللہ اپنے ساتھ ایک وحشت لایا۔ اور اس غلط پراپگنڈے کے ذریعہ یہ مخالف جس رنگ میں لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آج کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس زہریلے پراپگنڈے کا یہ جامع مضمون بہترین تریاق ہے۔ اس میں خود ہندو لیڈروں کی تقریروں اور تحریروں سے ہی یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلام اس ہندوستان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ جس کے تہذیب و تمدن نے اہل ہند کو ایک نئی زندگی عطا فرمائی آج ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں جنہیں وہ فخریہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب اسلام سے ہی مستعار لی گئی ہیں۔ کیونکہ اسلام کے ورود مسعود سے قبل ہندوستان ان تمدنی اور تہذیبی نعمتوں سے قطعی تہیدست تھا۔ اس سے آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ایسے بہترین مضمون کو نہ صرف ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں شایع کرنے کی ضرورت ہے۔ جس قدر بھی اس کی زیادہ اشاعت ہوگی۔ انشاء اللہ اسی قدر موجودہ زہریلے پراپگنڈے کا تدارک ہو کر تبلیغ کے لئے ہندوؤں میں راستہ صاف ہوگا۔ اس لحاظ سے ہر ایک خیرخواہ ملت اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اس مفید مضمون کی وسیع اشاعت کی کس قدر ضرورت ہے۔ نرخ حسب ذیل ہے۔ سو کاپی عہ۱۲ پچاس عہ پچیس ۸ دس عہ فی کاپی ۲ ر دوست جلد درخواستیں بھیجیں۔ کیونکہ کتابی صورت میں یہ مضمون اسیقدر چھپوایا جائیگا۔ جس قدر پیشگی درخواستیں پہنچ جائیں گی۔

منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ایک ہندو اور نور

جناب لالہ امنت رام صاحب ہیڈ محرر [illegible] ونڈ ضلع لاہور لکھتے ہیں:۔ کہ

"مکرم بندہ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ تسلیم مزاج شریف مجھے عرصہ سے آپکی تصانیف اور اخبارات کے دیکھنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ آپ جس قابلیت اور محنت سے اخبار ایڈٹ کرتے ہیں۔ بے اختیار مرحبا و تحسین کہنا پڑتا ہے"۔

الحمد للہ نور کو اس امر کا بجا طور پر فخر ہے۔ کہ اور تو اور یہ خود مخالف طبقہ میں بھی ہمیشہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اگر دوست نور کے ساتھ وفا کرتے تو ایڈیٹر نور قلت اشاعت کے تفکرات سے آزاد ہو کر بفضل خدا غیر مذاہب میں اس قدر بہترین تبلیغی مصالحہ بہم پہنچا سکتا تھا۔ کہ جس سے دنیا نور کے اس موجودہ تبلیغی میٹریل سے بھی زیادہ مستفیض ہو سکتی یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس وقت اگر کوئی شخصیت نور کے موجودہ تبلیغی کام پر مرحبا اور تحسین کی مستحق ہو سکتی ہے۔ تو بلاشبہ وہ جناب مکرم و معظم **حکیم میر سعادت علی صاحب کی ذات والاصفات** ہے۔ اگر میر صاحب موصوف کا دست کرم اس آڑے وقت میں آگے نہ بڑھتا۔ تو نور کا ایک دن کے لئے بھی جاری رہنا مشکل تھا۔ لہذا دوستوں کا بھی فرض ہے کہ وہ نور کی اعانت کے لئے آگے بڑھیں۔ اگر اس وقت زیادہ نہیں تو ہر ایک خریدار اگر ایک ایک خریدار بھی مہیا کر دے۔ جس کا مہیا کرنا فرض شناس وجودوں کے لئے چنداں مشکل نہیں۔ تو نور نہ صرف اپنے پاؤں پر ہی کھڑا ہو سکتا ہے۔ بلکہ مکرم معظم جناب میر صاحب موصوف کا بھی ہاتھ بٹایا جا سکتا ہے۔ نیز میں دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ جناب میر صاحب موصوف کے لئے ہر نماز میں حسنات دارین کے واسطے دردِ دل سے اللہ کریم کے حضور دعا کریں۔ جن کے طفیل نور کو دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔

KHILAFAT LIBRARY

تہنیت نامہ

(از قلم جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل)

مکرم شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ سن کر بہت مسرت ہوئی۔ کہ آپ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح بابو مبارک احمد صاحب سے جو آپ ہی کے ذریعہ اپنا آبائی ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ کیا ہے آپ نے یہ ایسی مبارک مثال قایم کی ہے۔ جس پر میں تہ دل سے آپ کو مبارکباد کہتا ہوں۔

جس جوش اور سرگرمی سے آپ اپنے اوقات تبلیغ اسلام میں صرف کرتے ہیں۔ بابو مبارک احمد صاحب کا مسلمان ہونا۔ اس کا بہترین ثمر تھا۔ اور خوش کن بات تھی لیکن اس سے بھی زیادہ خوشی کے قابل یہ امر تھا۔ کہ آپ نے ان کے اسلام قبول کرنے کا اعلان قبول کرنے کے بعد اپنے آپ کو فرض تبلیغ سے سبکدوش نہ سمجھا۔ بلکہ اس کی اہمیت کو پہلے سے بھی زیادہ محسوس کر کے ان میں اسلامی اخلاق وعادات پیدا کرنے اور حسن سلوک سے اسلام کی تعلیم کو ان کے دل پر منقش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ الحمدللہ کہ آپ کی سچی کوشش اور حسن نیت کو خدا تعالیٰ نے نمایاں کامیابی عطا کی۔ اور ثم الحمدللہ کہ آپ نے اس پر مزید قربانی اور ایثار کا ثبوت اس طرح دیا۔ کہ بابو صاحب کو اپنی فرزندیت میں لے لیا۔ اسے اگر خدا تعالیٰ کے اس فضل کی جو ایک روح کو ظلمت سے نکال کر نور میں لانے اور گمراہی سے بچا کر صراط مستقیم دکھانے کے رنگ میں آپ پر ہوا۔ نہایت احسن قدر دانی کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔

اس موقعہ پر اس بات کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بابو مبارک احمد صاحب کو نہایت سعید فطرت عطا کی۔ جو آپ کی تربیت سے نہایت خوبی کے ساتھ مستفیض ہوئے۔ اور تھوڑی سی مدت میں اپنی زندگی میں اسلامی رنگ پیدا کرنے میں کمال کر دکھایا۔ خدا تعالیٰ انہیں اسلامی برکات سے مزید بہرہ اندوز ہونے کی توفیق بخشے۔

مجھے یاد ہے۔ جب آپ کی دوسری شادی گوجرانوالہ میں ہوئی۔ اور جناب بابو جمال الدین صاحب مرحوم نے اپنی برادری اور قریبی رشتہ داروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر سر نیاز خم کر کے آپ کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کی۔ تو اخبار کشمیری نے ان کی بہت تعریف کی۔ اور اس واقعہ کو اسلام میں نومسلموں کے ساتھ حسن سلوک کی ایک اہم مثال کے طور پر پیش کیا۔

بیشک بابو جمال الدین صاحب مرحوم نے اس بارے میں اپنے اخلاص اور ایثار کا قابل تعریف ثبوت پیش کیا لیکن آپ نے جو مثال قایم کی ہے۔ وہ بہت زیادہ اہمیت اور وزن رکھتی ہے۔ آپ نومسلم تھے لیکن آپ کے اسلام لانے میں بابو صاحب مرحوم کا کوئی دخل نہ تھا۔ پھر آپ نے اپنے اخلاص سے اور دینی خدمات کی وجہ سے بفضل خدا جماعت احمدیہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کر لی تھی۔ جس کے باعث آپ سے تعلق پیدا کرنا۔ ایک مخلص احمدی کے لئے باعث فخر تھا لیکن جس خوش قسمت روح کو آپ کے ذریعہ اسلام کی نعمت حاصل ہوئی۔ اور جس سے آپ نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا۔ اس کی ابھی دوسری حالت ہے۔ اس وجہ سے آپ کی قربانی اور ایثار بہت اہمیت رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم بخشے۔ اور اس رشتہ کو اپنے فضل وکرم کے ساتھ ہماری امیدوں اور آرزوں سے بھی بڑھ کر مبارک بنائے۔ آمین۔

اگر میں یہ کہوں۔ کہ یہ سب کچھ احمدیت کا فیض اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا اثر ہے۔ تو بالکل درست ہوگا۔ یہ آپ ہی کی قوت قدسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک غیر مذہب کا انسان اسلام قبول کر کے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دیتا۔ اور دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے۔ پھر اسے تبلیغ اسلام سے اس قدر محبت اور عشق ہے۔ کہ اپنی لڑکی کو ایک نومسلم ہی کی رفیق زندگی بناتا ہے۔ بحالیکہ نومسلم کے پاس سوائے اسلام کی محبت اور اخلاص کے اور کچھ نہیں ہے۔ اخیر میں پھر مبارکباد عرض ہے

گورمکھی استاد

سکھ اصولی طور پر نسبتاً اسلام کے بہت قریب ہیں مگر انہیں تبلیغ کے لئے گورمکھی کا جاننا نہایت ضروری ہے کیونکہ سکھوں کا قریباً کل مذہبی لٹریچر گورمکھی میں ہی ہے منشی عبدالعزیز صاحب نے گورمکھی استاد لکھکر گورمکھی کا جاننا بہت آسان کر دیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغی دلچسپی رکھنے والے دوستوں کے لئے اس گورمکھی استاد کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ قیمت ۲۰ر ملنے کا پتہ منشی عبدالعزیز صاحب نائب مدرس مڈل سکول سڑوعہ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور

موتی سرمہ نے تو کمال ہی کر دیا

الحمدللہ آج ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ ضعف بصر۔ ککرے خارش چشم، جلن، پھولا، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند، غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے چنانچہ اس کے لئے چند ایک تازہ بتازہ شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی شہادت جناب منشی غلام نبی صاحب ایم۔ ای ایس لاہور چھاؤنی لکھتے ہیں کہ میری بچی کی آنکھیں ککروں سے بیمار تھیں۔ آپ کے سرمہ سے تیسرے روز ہی نمایاں ہی فرق ہو گیا۔ اور اب الحمدللہ بالکل آرام ہے۔ نیز میری والدہ صاحبہ کی آنکھیں عرصہ ایک سال سے بہت خراب تھیں۔ ہم نے ان کا علاج ڈاکٹر سوہن سنگھ صاحب امرتسر ڈاکٹر بہاری لال صاحب لاہور مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب دہلوی اور زبدۃ الحکما جناب حکیم شاہ دین صاحب لاہور سے بھی کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا مگر آپ کے سرمہ کے صرف چار یوم کے استعمال سے نمایاں صحت ہو گئی۔ اس کے لئے تہ دل سے شکریہ قبول فرما دیں۔

دوسری شہادت جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے لکھتے ہیں کہ پہلے بھی آپکا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا نہایت مفید پایا اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں

تیسری شہادت جناب اخونزادہ محمد افضل خاں ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس ڈیرہ غازیخاں لکھتے ہیں کہ ایکتولہ موتی سرمہ بھیجدیں۔ کیونکہ آپ کا سرمہ مجرب اور آزمودہ ہے۔ جیسی اس کی تعریف سنی ویسا ہی پایا۔

چوتھی شہادت جناب سید حسن صاحب محلہ یاقوت پورہ حیدرآباد دکن سے لکھتے ہیں کہ میں نے آپ سے جو پہلے موتی سرمہ منگوایا اس کا استعمال کیا مجھے بہت فائدہ ہوا۔ واقعی آپ کا سرمہ لاجواب ہے۔ اب براہ کرم چھ ماشہ سرمہ میرے نام اور چھ ماشہ میرے بھائی کے نام علیحدہ علیحدہ بذریعہ وی پی پارسل روانہ فرما دیں"۔ یہ شہادتیں بطور مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ قیمت ایکتولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

مذہب اسلام اور قتل کفار

KHILAFAT LIBRARY

دنیا میں اس وقت جس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں سے بعض نئے ہیں اور بعض پرانے ہیں۔ بعض کسی قوم اور کسی ملک سے منسوب ہیں۔ اور بعض کسی سے باوجود چند در چند اختلافات کے پھر بھی ان سب میں ایک قسم کی نسبت وحدت بھی پائی جاتی ہے۔

جس طرح انسانی نسلوں میں باوجود اس اختلاف رنگت روپ۔ زبان اور طریق تمدن وغیرہ کے ایک قسم کی یگانگت اور وحدت موجود ہے۔ اسی طرح ادیان اور مذاہب میں بھی ایک قسم کی وحدت ثابت کی جا سکتی ہے۔

ہر مذہب جو دنیا میں آیا۔ اور جو اب تک موجود ہے۔ اس کا زمانہ دوسرے مذاہب سے کچھ نہ کچھ فاصلہ رکھتا ہے۔ جس طرح ہر نسل اپنی پہلی نسلوں سے ایک قسم کا فاصلہ رکھتی ہے۔ دوسرے رنگ میں ایک قسم کا تباین بھی موجود ہے۔ اسی طرح ہر مذہب اور ہر دین میں کسی حد تک تباین بھی پایا جاتا ہے

اگر ہم کل مذاہب اور ادیان کی دفعہ وار اور زمانہ وار مفصل فہرست تیار کر کے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک پیچھے آنے والا مذہب اپنے پہلے آنے والے مذہب سے کس قدر فاصلہ اور کیوں ایسا فاصلہ رکھتا ہے۔

اگر

ہم پہلے مذہب پچھلے مذہب کے آنے پر باعتبار اس وجہ کے جو نئے اور پرانے میں تفریقی نسبت پائی جاتی ہے۔ غور کرنے کے عادی ہوتے تو اس قدر اختلاف نہ ہوتا جو اس وقت بصورت جنگ وجدل اور باہمی پرخاش کے پایا جاتا ہے۔ یہ بات مان لینی چاہیئے۔ کہ مذہب اسلام اور اس کا صحیفہ آسمانی قرآن مجید عموماً سب مذاہب سے بعد میں آیا۔ اگر وہ بعد میں مبعوث ہو کر خاموش رہتا۔ تو شائد وہ اختلافات باہمی جو اس وقت اسلام اور دیگر مذاہب میں پائے جاتے ہیں نہ ہوتے چونکہ وہ خاموش نہیں رہا۔ بلکہ اس کی زبان سے یا اس کی تعلیمات سے مہذب اور معقول تنقیدات کا باب کھلتا ہے۔ اس واسطے عموماً پہلے مذاہب نے یہ سمجھنے میں غلطی کی کہ وہ یعنی اسلام دوسرے مذاہب کو سرے سے ہی بے بنیاد اور بے اصول ثابت کر رہا ہے حالانکہ یہ بات نہ تھی۔

دیکھو

اسلام کے مقابلہ میں اور کون سا ایسا مذہب ہے سوائے مذہب عیسائی کے جس نے اپنے رنگ میں کسی حد تک مذہب یہود اور توریت کی تصدیق کی۔ اور کوئی ایسا مذہب دنیا میں نہیں پایا جاتا۔ جو ایک مذہب کا مدعی ہو کر اسلام کی طرح کشادہ دلی سے کام لیتا ہو۔ دور کیوں جائیں۔ ذرہ ہمسایہ مذہب آریہ پر نظر ڈال کر کیوں نہ دیکھ لیں۔ ستیارتھ پرکاش سمولاس آٹھ صفحہ ۲۵۷ پر بانی آریہ سماج سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

”جو ہندوستان کے علاوہ ملک ہیں۔ وہ ملیچھ اور راکھشش لوگوں کے ملک کہلاتے ہیں“

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ جو مذہب یہ تعلیم دے کہ ہمارے ملک کے علاوہ جو دیگر ممالک ہیں۔ ان کے بسنے والے ملیچھ اور راکھشس ہیں۔ یعنی دوسرے الفاظ میں ان کی انسانیت میں بھی شبہ ہے۔ اب وہ مذہب یہ کہاں اور کیسے تسلیم کر سکتا ہے کہ ہندوستان کے علاوہ کسی اور ملک میں بھی خدا کی طرف سے مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے ہادی یا رہنما آئے یہی وجہ ہے۔ کہ بانی آریہ سماج جناب سوامی دیانند صاحب نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم نبی اور حضرت مسیح جیسے حلیمی کے دیوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی نوع انسان کے لئے ابر رحمت جیسے برتر نبی کی شان میں وہ وہ بے نقط سنائی گئی ہیں۔ . . . . کہ اس دلخراش نقطہ چینی کی موجودگی نے آریوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایسے متوازی خطوط کھینچ دیئے ہیں۔ کہ جن کا اتصال کہیں بھی نہیں ہو سکے گا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ نقطہ چینی نہ ہو۔ بے شک ہو مگر مہذب رنگ اور معقول طریق سے اور نہ اس سوزندہ رنگ میں کہ جس پر تہذیب اور شرافت ہمیشہ ماتم کرے گی۔ برخلاف اس کے مذہب اسلام اور قرآن مجید صاف طور پر کہتے ہیں۔ اور دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ پہلے مذاہب ہنود۔ یہود۔ عیسائی۔ صابی۔ زردشتی وغیرہ بھی اپنے اور اپنی تعلیمات کے اندر صادق تھے اور صداقت رکھتے تھے۔

کس وضاحت سے فیصلہ کر دیا

کہ کوئی بستی اور کوئی امت بھی ایسی نہیں چھوڑی کہ جس میں کوئی نبی نہ آیا ہو یہ کہکر لکل قوم ہاد گویا فیصلہ کر دیا کہ ہر امت بجائے خود کوئی نہ کوئی پیغمبر اور نبی رکھتی تھی۔ قرآن پاک کا یہ فرمان اور یہ تعلیم ثابت کر رہی ہے۔ کہ بلحاظ ایک مذہب اور ایک مذہبی کتاب ہونے کے اس کو کسی دوسرے مذہب سے وہ کاوش اور پرخاش نہیں ہے۔ جو کہ متعصب مذہب کو ہونی چاہیئے۔

اس رنگ میں قرآن مجید کیا چاہتا ہے

یہ تعلیم دے کر اور یہ کہکر یہ چاہتا ہے۔ کہ مسلمان اور نہ کسی دوسرے مذہب والے کسی دوسرے مذہب اور دوسرے مذہبی کتابوں کو صداقت سے محض عاری نہ سمجھے۔ اور ان کتابوں اور ان کے بزرگوں کی شان میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہیں جو حد ادب اور تہذیب سے باہر ہو۔ یہ تعلیم لا نفرق بین احد من رسلہ قرآن پاک کہتا ہے کہ تم رسالت اور ہادی ہونے کی حیثیت سے کسی دوسرے مذہب کے بزرگ کا انکار نہ کرو — یہ وہ اعلان ہے جو قرآن اور اسلام کے مقابلہ میں کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کر سکا۔ اور نہ کر سکتا ہے اگر وہ دیگر لوگ جو مسلمان نہیں ہیں۔ ٹھنڈے دل سے اس تسلیم پر غور کرتے تو آج وہ جنگ وجدال مابین مختلف مذاہب کے نہ ہوتا جو اس وقت پایا جاتا ہے۔ بے شک اس میں ہم مسلمانوں کا بھی کسی حد تک قصور ہے۔ کہ ہم نے بھی رسمی اسلام کے پابند ہو کر دیگر بزرگان مذاہب کی شان اور ادب کو اس قدر ملحوظ نہ رکھا جس قدر واجب تھا۔ لیکن زیادہ تر

اس میں دوسرے مذاہب کا ہی قصور ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم کہتے بھی ہیں۔ کہ بھائی ہم تمہارے بزرگوں کی شان میں کچھ نہیں کہتے۔ مگر اس پر بھی بعض عیسائی اور ہندو ہمارے رسول مقبول کی شان میں اپنی زبانوں سے ایسے الفاظ نکالنے پر بھی باز نہیں رہتے۔ جو نہایت گستاخانہ رنگ رکھتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

مثلاً ہم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہ تو کوئی لفظ خود کہتے ہیں اور نہ کسی سے سن سکتے ہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے۔ کہ بحث مباحثہ کے سٹیج پر ایک مسلمان باحث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کچھ بھی نہیں کہتا۔ اور برخلاف اس کے عیسائی جو کچھ دل میں آتا ہے۔ کہہ گذرتے ہیں۔ اسی طرح ہم قرآنی تعلیم کے موجب مہاراج رام چندر جی مہاراج کرشن جی وغیرہ وغیرہ بزرگان ہنود کی شان میں اگر کوئی کلمہ بے جا نکالیں تو ہم پر ویسی ہی گرفت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ اسلامی اصولوں کی شان میں کہہ کر آپ غور کرو کتنا بڑا فرق ہے۔ کہ جب میں شری رام چندر جی اور حضرت مہاراج کرشن جی کی روایاتی پہلو لیکر بھی کچھ لکھتا ہوں تو میرا قلم اس وقت لرز جاتا ہے جب اس سے کوئی کلمہ بے ادبی کا نکل جاتا ہے۔

لیکن

جب مصنف رنگیلا رسول اور وچتر جیون قلم اٹھاتا ہے تو اس قسم کے الفاظ لکھتا ہے۔ کہ جن کو سنکر ہمارا زہرہ بھی پانی ہو جاتا ہے۔ کیوں وہ اس سے نہیں بچتے یا بچ سکتے اس واسطے کہ ان میں تو یہ تعلیم ہی نہیں دی گئی۔ کہ دوسرے بزرگوں کا اس حد تک ادب کرنا چاہیئے مثلاً مصنف رنگیلا رسول اور وچتر جیون جب اپنے ہی رشیوں یا اوتاروں کی تعظیم بھی اس رنگ میں نہیں کرتے جیسے ہونی چاہیئے تو وہ دوسرے مذہب کے بزرگوں کی کیا کچھ قدر کر سکتے ہیں۔

ان نقائص کے پیدا ہونے کی زیادہ تر یہ وجہ بھی ہے۔ کہ عموماً ہندو اور آریہ دوسرے مذہب کی کتابوں خصوصاً قرآن مجید کا مطالعہ مخلی بالطبع ہو کر کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ وہ جب اسلامی مسلمات کو دیکھیں گے تو بحث کے رنگ میں ہی دیکھیں گے۔ تاکہ محض علمی ذوق اور شوق کے رنگ میں اگر وہ ایسا کرتے تو جو کچھ قرآن مجید کے متعلق اس وقت ان کے معلومات زیر بحث پائے جاتی ہیں۔ نہ لائے جاتے مثلاً اس وقت عام طور پر آریہ اخبارات یا آریہ لوگ اور اکثر ہندو صاحبان بھی سوامی شردہانند جی کے افسوس ناک قتل پر حاشیہ آرائی کر رہے ہیں کہ قرآن مجید اور اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ مسلمان ہر دیگر مذہب کے انسان بہ الفاظ دیگر ہر منکر اسلام یا کافر کو قتل کر کے بہشت کا امیدوار بن سکتا ہے۔ یہ قرآن اور اسلام کی خاص تعلیم ہے۔ کہ ایسا ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے یہ نتیجہ ہے اس لاعلمی کا جو دیگر مذاہب کے لوگ قرآن کریم کے متعلق رکھتے ہیں۔

قرآن مجید اسلامی مذہب کی تعلیم کی ایک مفصل کتاب ہے۔ جس کا ہر ایک حکم اور ہدایت بعد دوسرے احکام مسلسل سے ایک نسبت رکھتا ہے۔ جب تک ان نسبتوں پر غور نہ کیا جائے۔ تب تک صحیح رائے قایم نہیں ہو سکتی جب تک وید شریف کے بعض احکام کی نسبت تسلسل کے رنگ میں تنقید نہ کی جائے۔ تب تک کوئی رائے دینے والا صحیح رائے نہیں دے سکتا۔ میں علانیہ اس بات کا مدعی ہوں۔ کہ قرآن مجید کسی کافر یا کسی غیر مذہب کے انسان کے قتل کا فتویٰ ہرگز نہیں دیتا۔ بلکہ اسے جرم قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید بحیثیت ایک آخری مذہبی قانون کے اصولی رنگ میں یہ اعلان کرتا ہے کہ **لاتفسدوا فی الارض** یعنی زمین پر فساد نہ کرو اور پھر اس کے ساتھ ہی کہتا ہے

ومن یفعل ذالک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا

(پارہ ۵ سورۃ النساء رکوع ۵)

اور جو کوئی کرے ممنوع کام تعدی کی راہ سے اور حدود سے تجاوز کر کے ظلم و ستم کی راہ سے۔ پس قریب ہے کہ دھکیلا جاوے گا ہی آگ میں۔

پھر فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط

(پارہ ۵ سورۃ النساء رکوع ۲۰)

یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ تم قایم رہنے والے ساتھ انصاف کے اسی قسم کی اور آیات سے بھی قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ اسی قسم کی بیسوں آیات میں جن میں مسلمانوں کو نہایت پر زور تاکید کر کے ظلم سے روکا گیا ہے یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ **الا لعنۃ اللہ علی الظالمین** یعنی خبردار ہو لعنت اللہ کی اوپر ظالموں کے پھر آتا ہے۔ کہ **انہ لا یفلح الظالمون**۔ پس نہیں فلاح پاتے ظالم۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ **ان الظالمین لھم عذاب الیم** تحقیق ظالم کے واسطے عذاب ہے دردناک اگر حسب بیان آریہ اور ہندوؤں کے قرآن مجید یہ فتوے دیتا ہے کہ ہر ہندو اور ہر آریہ کا مارنا یا قتل کرنا قاتل اور مارنے والے کو مستحق بہشت بناتا ہے تو ان آیات کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو وہ کہتا ہے کہ ایسا ظلم موجب لعنت ہے۔ اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ہاں ہر کافر کو مار کر ہم بہشت کے وارث بن سکتے ہیں۔ کس جرم میں کافر کو مارنا صواب لکھا ہے۔ اس میں کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے یا مسلمان نہیں ہیں۔ حالانکہ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی اعلان کر چکا ہے کہ **لا اکراہ فی الدین** جس کا دل چاہے مسلمان ہو اور جس کا دل چاہے نہ ہو۔ یہ کتاب اور مجموعہ قانون قرآن کریم سب سے پیچھے آیا لیکن سب کو کہتا ہے۔ **تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم**

(پ ۳ ع ۱۴) آؤ اس حکم کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ کوئی تشدد نہیں کوئی اکراہ نہیں۔ کوئی جبر نہیں۔ مگر آج آریہ اور ہندو محض تعصب کے قابو میں ہو کر یہ کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید یہ حکم دیتا ہے۔ کہ اگر تم کسی کافر کو مارو گے چاہے وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو تمہارا یہ فعل ظلم شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کے معاوضہ میں تم کو بہشت کا وارث قرار دیا جاویگا غور کرو ان مختلف احکام قرآن مجید پر اور پھر کہو کہ کیا یہ الزام ہنود یا دیگر مذاہب کا درست ہے کہ قرآن مجید یہ فتوے دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے جذبات کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کو قتل کر دے تو بجائے اس کے کہ وہ خود اسلام اور قرآن مجید کے نزدیک بھی قابل سرزنش اور سزا ٹھہرے الٹا بہشت کا وارث

KHILAFAT LIBRARY

قرار پائے۔

آج تک ہماری نظر سے تو قران مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں گذری کہ اگر تم غیر مذہب والے کا محض اس وجہ سے قتل کر دو گے کہ وہ مسلمان نہیں یا نہیں ہوتا اور کلمہ گو نہیں ہے تو تمہیں بہشت دیا جائیگا۔

ایسی آیات جو جنگ کے متعلق ہیں۔ انتخاب کر کے اسلام کو بدنام کرنا اور یہ استدلال کرنا کہ قران مجید ایسا فتوی دیتا ہے۔ یہ غلط استدلال ہے۔ آریہ اخبارات کا یہ کہنا۔ کہ کافروں کے قتل سے بہشت کا دروازہ قاتلوں پر کھل جاتا ہے۔ یہ کیسا غلط استدلال ہے اور صریح بہتان ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہیں لائی جا سکتی کافر یا منکر اسلام ہر رنگ میں کافر و منکر اسلام ہی ہے۔ ان کی تعداد ہندوستان اور پنجاب میں کم نہیں ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر مسلمان قرآن مجید پر ایمان لاتا ہے۔ شمار کرو کتنے واقعات ہیں اور کتنے ایسے حادثات ہیں۔ جو اس فتوائے قرانی کے ساتھ بہت سے مسلمان نہ کر چکے ہوں۔ خود اسلامی راج میں تو ایسی نظیریں نہ مل سکیں۔ قران مجید تو کہتا ہے۔

من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا۔ ایک انسان کو بھی قتل کرنا (خواہ ہندو ہو یا مسلمان) ایسا ہی ہے کہ سب لوگوں کو قتل کر دیا۔ کیا اس قسم کی واضح آیت یہ تلقین نہیں کرتی کہ کافر اور غیر مذہب والا کیا بہ انسان کا قتل کرنا بھی ایک جرم اور ایک سخت غلطی ہے۔ قران مجید اگر اس واسطے کہتا ہے کہ ان لوگوں کو قتل کرو جو مسلمان نہیں ہوتے تو پھر اس نے یہ کیوں اعلان کر دیا۔

من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر

جو چاہتا ہے۔ ایمان لائے۔ جو چاہتا ہے انکار کرے اس سے زیادہ آزادی اور آزاد خیالی کیا ہو سکتی ہے

مگر اب اس مقابلہ میں آپ ذرا ویدک دہرم کا برتاؤ اور حلیمی ملاحظہ کیجئے۔ کہ وہ ادیان غیر کے لوگوں کو کس نظر سے دیکھتا۔ اور ان سے برتاؤ اور سلوک کرنے کے لئے اپنے پیرؤں کو کیا ہدایت کرتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۹۵ پر بانی آریہ سماج جناب سوامی دیانند صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

جو شخص وید اور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں (مثلاً ستیارتھ پرکاش وغیرہ تو ان) کی تحقیر کرتا ہے۔ اس ویدکی برائی کرنے والے کو ذات جماعت اور ملک سے باہر نکال دینا چاہیئے۔" پھر اسی پر بس نہیں ہے۔ رگوید بھاشیہ مطبوعہ سمت ۱۹۳۵ بکرمی صفحہ ۲۰ پر آپ فرماتے ہیں:۔

"جو ویدوں کے نہ ماننے والے دہریہ لوگ ہیں وہ بس ہماری جائے رہائش سے دور چلے جاویں۔ نہ صرف ہماری جائے رہائش سے ہی بلکہ دیگر ممالک سے بھی دور ہو جاویں۔ مطلب یہ کہ ادہرمی پرش (جو ویدوں کو نہیں مانتے) کسی ملک میں بھی نہ رہنے پاویں۔"

پھر اور دیکھو آریہ بھےونی مطبوعہ سمت ۱۹۰۷ بکرمی صفحہ ۹۴

جو وید و دیا ورد ہی اناریہ منش ہیں ان سب دشٹوں کو مول سمیت نشٹ کر دو یعنی جو ویدوں کے مخالف انار یہ (جو آریہ نہیں) لوگ ہیں ان سب کو ان کی جڑوں سمیت برباد کرو۔"

اب یہ حوالہ جات صرف مشتے نمونہ از خروارے ہیں ورنہ بلا مبالغہ اس قسم کے بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جو اس روشن زمانہ کے مہارشی کہلانے والے نے اپنی مختلف تصانیف میں قلم بند فرمائے ہیں:۔

کیا یہ مذکورۃ الصدر حوالہ جات اب کسی مزید تشریح کے محتاج ہیں۔ وہ مذہب جس کا یہ اصول ہو۔ جس کی مذہبی کتاب اس کو یہ ہدایت کرتی ہو۔ کہ جو لوگ ویدوں کو نہیں مانتے انہیں اپنے ملک سے باہر نکالدو۔ اور پھر دوسری جگہ یہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف اپنے ملک سے ہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی ان کو پناہ نہ ملنی چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ویدوں کے مخالف ہیں۔ وہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی نہ رہنے پاویں۔

اور پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ویدوں کے مخالفوں کو تو جڑوں سمیت برباد کرنا چاہیئے۔ اے انصاف پسند آریو خدارا آپ مقابلہ کریں قران مجید کی اس صلح جو تعلیم کا اس وید مقدس کی تعلیم کے ساتھ کیا ان حالات کی موجودگی میں بھی آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ قران یا اسلام کے منہ آئیں ہیں سنے یہ ضرب المثل

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

بارہا سنی مگر اس کا عملی نمونہ میں نے آریہ سماج کو ہی پایا کہ جن کی اپنی تعلیم کا یہ حال ہو اور پھر وہ آنکھیں بند کر کے اس مذہب پر صد درجہ کی شوخ چشمی سے اعتراض کریں۔ جو دنیا میں امن کا بہترین ضامن اور جس کا امتیازی ماٹو

"لا اکراہ فی الدین"

ہے برخلاف اس کے اپنی آنکھ کے شہتیر سے بے پرواہ ہو کر دوسرے کے تنکے پر نہایت دیدہ دلیری سے اعتراض کرنیوالوں کو جب بھی اپنی اس تعلیم پر عمل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ انہوں نے اس مذکورۃ الصدر تعلیم پر عمل کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا آریوں کے جینیوں اور بدہوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات آج بھی تاریخ کے اوراق ان کارناموں سے بھرے پڑے ہیں آریوں نے ہندوستان پر حملہ آور ہو کر ہندوستان کے اصلی باشندوں سے جو سلوک کئے۔ وہ آج بھی شودروں کے رنگ میں موجود ہیں۔ کل بنی نوع انسان اور کل دیگر ممالک میں سے صرف یہ آریہ تہذیب کو ہی فخر حاصل ہے۔ کہ اس کی تہذیب نے انسانوں سے حیوان (شودر) بنا دیئے بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی بڑھ کر مگر خدا کی قدرت یہ مذہب اس مذہب کے منہ آنے کی جرارت کرتا ہے جس نے حیوانوں سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا دیئے ..... اور جو شودر گری کا خطرناک دشمن اور جس کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی دنیا میں کوئی شودر اور برہمن نہیں ہاں وہی قابل عزت ہے۔ جو اپنے اندر تقوے رکھتا ہو۔ پھر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۷ پر یہ لکھا ہے کہ جو بے رو رعایت انصاف کے رو سے موصوف ایشور کے احکام ویدوں کے مخالف نہیں۔ وہ دہرم اور جو احکام ویدوں کے مخالف ہیں۔ ایسے ادہرم کہتے ہیں"

اگر یہ معاملہ اس حد تک ہی محدود رہتا۔ تو چنداں پروا نہ تھی مگر آگے جا کر ادہرمی لوگوں کے لیے جو فیصلہ کیا گیا ہے۔ وہ قابل غور ہے چنانچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔

ادہرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحب وسیلہ اور صاحب طاقت بھی کیوں نہ ہو۔ تو بھی اس کی بربادی اور تنزل اور تخریب میں لگا رہے یعنی جہاں تک ہو سکے

وہاں تک ان کی طاقت کو گھٹائے۔"

ہمارے آریہ دوستوں کو اس تعلیم پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی میں انہیں یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ ایک واحد شخص کی ناروا حرکت پر کل قوم یا مذہب کو بدنام کریں۔ اس سے بڑھ کر اور کونسی بے انصافی ہو سکتی ہے۔ اگر ایک عبدالرشید کے فعل کا ذمہ دار اسلام یا قرآن مجید کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو پھر سوامی دیانند پنڈت تلسی رام اور مہاشہ رام چندر کے قاتلوں کا ذمہ دار کون ہے۔ اے آنکھ والو غور کرو اور اے دماغ والو سوچو پھر کٹارپور اور شاہ آباد میں جس بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کو اور ان کے بچوں کو جلتی بلتی آگ میں جھونکا گیا۔ اور جس بے دردی اور بے رحمی سے ان کی جانیں تلف کی گئیں۔ کیا دنیا کی تاریخ میں وہ ایک خونی ورق نہیں ہے۔ کیا تہذیب اس اندوہناک اور الم فرسا واقعہ کو کبھی معاف کر سکتی ہے۔ حالانکہ اس دردناک بدتہذیبی اور خطرناک مظالم کے مرتکب جاہل نہیں تھے۔ بلکہ بعض بڑی بڑی پوزیشن رکھنے والے بھی شامل تھے۔ مگر دیکھو مسلمانوں کی رواداری کو وہ کانفرنس میں ان خون کے دریا میں نہانے والوں کے لئے معافی اور رحم کی درخواست کرتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ملاحظہ ہو آریوں وغیرہ کا سلوک کہ وہ ایک جاہل کی حرکت پر تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو بدنام اور قرآن مجید پر خطرناک سے خطرناک حملے کرنا اپنا ایک بہترین فرض سمجھتے ہیں حالانکہ قریباً تمام مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر اس واقعہ پر اظہار نفرت کر چکے ہیں۔ مگر ہمارے آریہ دوستوں کے دل اس پر بھی ٹھنڈے نہیں۔ اگر ان کے بس میں ہو تو وہ مسلمانوں کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ حالانکہ ابھی روز چند جوشیلے آریوں نے ایک راہ چلتے بوڑھے مسلمان محبوب علی کو بلاوجہ قتل کر دیا۔ مگر کسی ہندو یا آریہ کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس بے قصور بوڑھے مسلمان کے قاتلوں کے برخلاف اظہار نفرت کرے۔ اب مقابلہ کرو مسلمانوں کے طرز عمل کا ہندوؤں کے اس طرز عمل سے۔ اب ہر دو میں سے اخلاقی فتح کس کی ہے۔ اور تہذیب کس کا ساتھ دیتی ہے

شذرات

KHILAFAT LIBRARY

موجودہ بدامنی کا بانی کون ہے

جب بھی کوئی شخص تعصب سے بالا ہو کر ہندوستان کی تاریخ لکھے گا۔ تو وہ کبھی اس امر کا نظر انداز نہیں کر سکیگا۔ کہ موجودہ بے چینی اور اضطراب کی ذمہ دار ستیارتھ پرکاش ہے۔ جس میں بلاوجہ اور بلاسبب مختلف مذاہب کے ہادیوں اور رہنماؤں کی شان مبارک میں بدرجہ غایت گستاخی سے کام لیا گیا ہے۔ لوگ اور سب کچھ معاف کر سکتے ہیں۔ مگر کوئی شخص اپنے گورو یا ہادی و پیشوا کی شان اقدس میں معمولی سی توہینی الفاظ بھی نہیں سن سکتا۔ چہ جائیکہ وہ اہانت اپنے اندر خطرناک گستاخی بھی رکھتی ہو۔ اگر ہندوستان میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ان خطرناک توہینی الفاظ کی اصلاح کی جائے ہم یہ نہیں کہتے کہ نکتہ چینی نہ ہو۔ بے شک مذہبی تنقید کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر تہذیب اور معقولیت کے ساتھ تاکہ ایسے سوزندہ طریق سے کہ جس سے دوسرے کے مذہبی جذبات کو چوٹ لگے۔

موجودہ بدامنی پر ہندو لیڈروں کی رائے

اہل الرائے ہندو اصحاب نے بھی آخر بڑے غور و خوض کے بعد یہی رائے قائم کی ہے۔ کہ موجودہ بدامنی کا ذمہ دار بلاشبہ آریہ سماج ہے۔ چنانچہ خود گاندھی جی نے یرودہ جیل میں ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ کے بعد یہ رائے قائم کی تھی کہ سوامی دیانند نے "اپنے دھرم کو تنگ بنا دیا ہے"۔ اور "جانتے ہوئے جین دھرم، اسلام، عیسائیت، اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے"۔ اور کہ میں نے "ستیارتھ پرکاش" سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی"۔

اور آریہ سماجیوں کے متعلق لکھا ہے۔

"تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ آریہ سماجی ایڈیشنک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے کے وقت ہوتی ہے"۔

مسٹر شاستری کی رائے:۔ مسٹر شاستری ہندوؤں کا بہترین ہمدرد ہے۔ ان کی ہر ایک رائے ہندوؤں کے زاویہ نگاہ سے ہوتی ہے۔ لہذا ان کی رائے پر کسی طرح تعصب اور تنگدلی کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے آریہ سماج کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار اپنی ایک تقریر میں چند ہی ماہ ہوئے کیا ہے:۔

"جملہ ہندوستان میں آریوں کی کیا فتوحات ہیں بیس تیس سال میں انہوں نے یوپی اور پنجاب کی خرمن امن کو تباہ کر رکھا ہے .... شمال ہند میں ان کی مذہبی زندگی کی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے مختلف فرقوں میں اختلاف پیدا کر کے سوسائٹی کے امن کو تباہ کر دیا ہے"۔

مسٹر بپن چندر پال کی رائے:۔ یہ بنگال کے مشہور لیڈر ہندو سنگھٹن کے بہت دلدادہ ہیں اور مسلمانوں پر ان کی نقطہ چینی کا باب ہمیشہ وا رہتا ہے۔ مگر آریہ سماج کی دراز دستیوں کو وہ بھی نظر انداز نہ کر سکے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"ہندو مسلم فسادات کی جو فضا ملک میں پیدا ہوئی ہے۔ آریہ سماج کی سرگرمیاں اس کے لئے ذمہ دار ہیں"۔

آریہ سماج کے متعلق ہندو پریس کی رائے:۔ آریہ سماج سے پہلے ملک کی کیا حالت تھی۔ اور اس کی پیدائش کے بعد کیا انقلاب پیدا ہوا۔ اس کے متعلق ایک ہندو معاصر رقمطراز ہے کہ:۔

"آریہ سماج کے وجود سے پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں میں بڑا پریم تھا۔ دونوں شادی و غمی کے موقعوں پر شامل ہوتے تھے .... مگر آریہ سماج کے بعد سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں عجیب قسم کی جنگ جاری ہے اور نہ معلوم یہ کب ختم ہوگی"۔ (سناتن دھرم پرچارک)

موجودہ بدامنی کا سبب

آگے چلکر یہی معاصر ملک کی موجودہ فضا پر اظہار خیالات کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"ملک کی موجودہ حالت کا کارن اگرچہ کچھ اور بھی ہوگا

KHILAFAT LIBRARY

مگر زیادہ تر سوامی دیانند جی کی تحریرات اور کبھی کبھی آریہ سماجیوں کی بدزبانی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جو شخص ایک دفعہ بھی تعصبات سے الگ ہو کر سوامی دیانند جی کی پستک ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ اپنی آزادانہ رائے دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اس شخص نے جہاں دیگر اقوام کے بزرگوں کو بری طرح یاد کیا ہے وہ بڑا افسوسناک ہے۔“

جناب گاندھی مسٹر شاستری اور مسٹر بپن چندر پال اور ہندو پریس کی شہادت کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ کہ ملک کی موجودہ بے چینی اور بدامنی کی ذمہ دار بلا شک و شبہ آریہ سماج ہی ہے

آریہ سماج کا حد سے بڑھا ہوا بغض

مجھے اس موقعہ پر جناب مولانا محمد علی صاحب سے پورا اتفاق ہے۔ جو وہ ایک جگہ اپنے ٹریکٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

”اس وقت جو آواز آریہ سماج پریس کی طرف سے یا ان کے ہمنواؤں کی طرف سے تعلیم اسلام کے خلاف اٹھائی جا رہی ہے۔ وہ صرف ایک موقعہ دیکھ کر ہندوؤں کے جذبات کو ابھارنے کے لئے ہے۔ جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا۔ کہ ملک کا امن اور بھی زیادہ تباہ ہو۔ اس لئے ہم اپنے ہندو اہل وطن سے یہ التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ کہ کیا فی الواقع اسلام ایسی ہی خطرناک ہے۔ جیسا کہ آریہ سماجی اخبار ظاہر کر رہے ہیں۔ اور کیا بجائے اس کے کہ اس تعلیم پر غور کر کے مسلمانوں سے محبت اور اتفاق کی بنیاد رکھی جائے انہیں اس کی طرف سے بغض و کینہ دل میں رکھ کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سوچ لیں کہ آخر یہی اسلام کی تعلیم آریہ سماج کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ہندوستان میں موجود تھی۔ پھر کیوں اس قدر فساد نہ ہوتا تھا۔ یہی تعلیم آج افغانستان میں بھی موجود ہے۔ وہاں کیوں ہندوؤں کو قتل نہیں کیا جاتا۔

مسلمانوں کا سلوک آریوں سے

جبکہ بانی آریہ سماج کو ان کی حد سے تجاوز کی ہوئی نکتہ چینی کی وجہ سے کوئی ہندو انہیں لیکچر دینے کے لئے کسی قسم کی مدد دینے کے لئے تیار نہ تھا اور وہ لیکچر دینے کے لئے جگہ کی تلاش میں پریشان تھے تو ایسی حالت میں اگر ان کے ساتھ کوئی نیک سلوک کرتا ہے تو ڈاکٹر رحیم خان صاحب جنہوں نے لاہور میں اپنی کوٹھی لیکچر وغیرہ دینے کے لئے سوامی صاحب موصوف کے حوالہ کر دی جہاں یہ بڑی آزادی سے اپنے لیکچر دیتے رہے بلکہ لاہور کی پہلی آریہ سماج بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی کوٹھی پر ہی قایم کی گئی۔ پھر ۱۸۷۴ء میں جبکہ کاشی میں سوامی موصوف کے لئے جگہ تنگ ہو رہی تھی۔ اور کوئی سناتنی ہندو انہیں جگہ دینے کے لئے تیار نہ تھا تو ایسی پریشانی میں اگر سوامی موصوف کی کوئی مدد کرتا ہے۔ تو وہ مسلمان ہے۔ جن کا نام نامی سرسید احمد خان ہے۔ اور وہ کاشی میں ان کے لیکچروں کے لئے انتظام کرتے ہیں۔ گویا مسلمان تو آریہ سماج کے بانی کا اس وقت ہاتھ پکڑتے اور سہارا دیتے ہیں۔ جبکہ ان کی اپنی قوم کے لوگ ان سے سخت بیزار ہو رہے ہیں۔ مگر برخلاف اس کے آریہ سماج نے اسلام سے کیا سلوک کیا ذرا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

آریوں کا سلوک مسلمانوں سے

جس سایہ دار درخت کے نیچے سوامی صاحب موصوف نے آرام کیا تھا۔ موقع پا کر اسی درخت کی جڑوں پر اپنی طرف سے تبر چلانے سے دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں اسلام اور اسلام کے واجب الاحترام بانی جن کا نام مبارک سنکر آج بھی بڑے بڑے شہنشاہ تخت سے اتر پڑتے ہیں کی شان مبارک میں اس غیر مہذب اور گستاخانہ نکتہ چینی سے کام لیا۔ کہ جب ہی پہلی اس نکتہ چینی کرتے وقت کم از کم سوامی صاحب موصوف کو یہ تو ضرور دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ میں اس عظیم الشان شخصیت کے برخلاف قلم اٹھا رہا ہوں۔ کہ جس کے نام لیواؤں کی تعداد کروڑوں ہے۔ اگر اور کسی نقطہ خیال سے نہیں تو کم از کم اس نقطہ خیال سے ہی مجھے اپنی نکتہ چینی کو تہذیب کے اندر رکھنا چاہیئے۔ پھر ”رنگیلا رسول“ اور ”وچتر جیون“ میں اس عظیم الشان ہادی کی شان مبارک میں جس دریدہ دہنی اور شوخ چشمی سے کام لیا گیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ مسلمان تو ہندوؤں کی بزرگان کرام شری راجہ رامچندر اور شری کرشن جی مہاراج کو تو نبی تک کہنے سے بھی دریغ نہ کریں۔ مگر دوسری طرف آریوں کی جانب سے یہ سلوک ہو۔ ببیں تفاوت رہ از کجا ست تابکجا

صلح کس طرح ہو سکتی ہے

صلح کی ایک ہی راہ ہے وہ یہ کہ جس طرح مسلمان ہندوؤں کے بزرگوں کا احترام اور عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی شان میں کچھ کہنا بھی اپنے اصول کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس کے بالمقابل اگر اور نہیں تو کم از کم آریہ سماج کو اتنا تو ضرور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسلام کے برخلاف اپنی اس شوخ اور گستاخانہ نقطہ چینی کو نرم کر کے تہذیب اور معقولیت کا رنگ دے۔

اگر آریہ سماج اس معقول مطالبہ کے سامنے بھی اپنا سر جھکانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تو پھر صلح کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ اور ان متوازی خطوط کا اتصال کبھی بھی نہیں۔ کاش آریہ سماج کا کوئی مدبر اس امن کی راہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔

ایک اہم ریزولیوشن

از دفتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگ لاہور۔ مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار ”نور“ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن ایک پبلک جلسہ میں پاس کئے ہیں۔ اخبار میں درج فرما کر ممنون فرما دیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران نے ایک عام جلسہ میں جو بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء کو ہوا مفصلہ ذیل قراردادیں باتفاق آرا پاس ہوئیں۔

۱۔ یہ جلسہ اس منافرت خیز اور شر انگیز پروپگنڈہ کے خلاف جو بعض آریہ سماجی اخبارات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں۔ پرزور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور حکومت کی توجہ ان کارٹونوں کی اور تحریرات کی طرف مبذول کراتا ہے۔ جو لاہور کے اخبارات ملاپ اور پرکاش و پرتاب میں شایع ہو رہے ہیں۔ اور ملاپ کے سنڈے نمبر مورخہ ۲ جنوری اور پرتاب کے سنڈے نمبر مورخہ ۹ جنوری کے اشتعال انگیز اور امن شکن

کارٹونوں اور تحریرات کو خصوصیت سے اس امر کے لئے پیش کرتا ہے۔ کہ حکومت اس پر نوٹس لے۔

۲۔ یہ جلسہ عام باتفاق رائے گورنمنٹ کو اخبار پرتاپ مورخہ ۹ ر جنوری کی اس اشتعال انگیز تحریر کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ جس کا عنوان "دنیا کا سب سے بڑا شہید" ہے۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت سید الشہدا امام حسینؑ کی قربانیاں جو انہوں نے محض خدا اور مخلوق خدا کے لئے کیں حقارت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور محض مسلمانوں اور عیسائیوں کا دل دکھانے کے لئے شردہانند کے قتل کو ان سے بڑھ کر بنایا گیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کی خدمت میں التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ اس نقض امن پیدا کرنیوالی تحریر پر نوٹس لے۔

اسلام کا بھائی چارا

اسلامی برادری یا بھائی چارا نہایت زبردست ہے۔ وہ حقیقی بھائی چارا ہے۔ اسلام تبلیغی مذہب ہونے کے اعتبار سے خارجی دنیا سے دوست اپنے میں جمع کرتا آیا ہے۔ اسلام اپنے دوست کی قومیت اور ذات پات مٹا کر اپنے ماننے والے کو ایک قوم بناتا آیا ہے۔ پر اس نے اپنے منکروں کے لئے اسلام سے باہر جانے کا راستہ ہی نہ رکھا۔ (یہ غلط ہے۔ ایڈیٹر من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر) گو ملک ہند کے مسلمانوں میں آج تک ذات پات کا نمود پایا جاتا ہے۔ لیکن دراصل اسلام میں ذات پات کی گنجائش نہیں ہے۔ جملہ مسلمان ایک ذات اور ایک قوم ہیں۔ اسلام کا ان معانی کا بھائی چارا ہی اور ہے۔ جس نے اسلام کو تباہی سے بچا رکھا ہے۔ مسیحیت کے عاشق وہ بھائی چارا آج تک نہیں بنا سکے ہیں۔ جو اسلام میں پایا جاتا ہے مسیحیت کے بھائی چارا کو قومی امتیازوں نے تباہ کر رکھا ہے مسیحیت کو ماننے والے آج تک ایک قوم نہیں بنے ہیں۔ اور نہ ایک قوم بننے کی امید ہے۔ (نور افشاں ۱۴ جنوری)

نقطہ پر نکتہ

ہم نے ۱۰ ر دسمبر کے پرچہ میں نور کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی نقطہ نوازی کا ذکر کیا تھا۔ ایک مسلمان کہلانیوالے نوزائیدہ اخبار نے اسوقت جبکہ اسلام پر اغیار کی طرف سے خطرناک حملے ہو رہے ہیں مگر سوائے نقطی کج بحثی کے اور کوئی اسلامی خدمت اسے نظر ہی نہیں آتی۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ع

اسلام ہندوستان میں

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان میں اسلام کے آنے کے حالات سے بڑی بڑی قدیم وجدید تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ مگر میرے خیال میں ابھی اس بارے میں بہت کچھ کہنا باقی ہے۔ اس سے بھی مجھے بحث نہیں۔ کہ ہندوستان میں آیندہ اسلام کا کیا حال ہونیوالا ہے اس مسئلہ کو میں اپنے وقیقہ رس ناظرین کے لیے چھوڑتا ہوں مجھے اس وقت صرف اس قدر بتانا ہے۔ کہ ہندوستان میں اسلام کس شان سے آیا؟ اس کے لانیوالے کون تھے۔ اور آخر تک اس کی کیا حالت رہی؟"

ارض عرب کے اطراف اور اس کے صوبجات میں اسلام خود حضرت رسالت ؐ کے عہد ہمایوں میں پھیل گیا تھا۔ لہذا اس وقت یعنی ابتدائے بعثت سے آغاز ۱۱ھ تک کا اسلام نمونہ ہے تعلیمات محمدؐ ہی کی اصلی حالت کا۔ آپ کے سفر آخرت فرمانے کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی جس کے آغاز میں اسلام ارتداد عرب کے فتنہ کو مٹاتے ہوئے سرزمین عرب سے باہر نکلا۔ اور شام وروم اور مصر وعجم میں اسلام اسی رشد و برکت کے عہد نے پہنچایا

اس عہد میں معمول تھا۔ کہ جو شہر فتح ہو جاتے۔ ان میں مسجدیں قایم کی جاتیں۔ جن میں امام اور موذن مقرر ہوتے۔ ان کا کام تھا۔ کہ عقاید و مسائل دین کی تعلیم کریں! ان کے علاوہ ہر جگہ قرآن کے مدرسے کھولے جاتے اور ان میں قرآن کے ساتھ علوم عربیہ کی تعلیم لازم تھی۔ یہی مدارس اشاعت توحید کے ایسے ذریعہ بن گئے کہ جیسے مبلغ دین اِنہ بعد والے علوم کلام وعقاید کے فنون ہو سکے اور نہ فقہ وحدیث کے عالیشان مدارس!

تبلیغ کی پہلی صورت تو یہ تھی! کہ عرب لوگ خود اپنی ذات سے تعلیم نبوی کے اعلیٰ نمونہ بن گئے تھے۔ اور اخلاق وعادات اور معاشرت وتمدن کی بہترین اور پسندیدہ ترین تصویریں بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ مفتوح رعایا ان کی حالت اور وضع دیکھکر خود ہی ذوق وشوق سے دین حق کو قبول کرلیتے۔ یہ دیکھکر عرب لوگوں کی اخلاقی قوت انہیں سب پر غالب کردیتی ہے۔ اور کوئی تدبیر ان کے خلاف نہ بن پڑتی۔ وہ مسلمان ہو رہے تھے۔ ساری ترقیوں کا راز اسلام کو پاتے۔ اور خود ہی آپ کے توحید کا اقرار کرتے اور کلمہ گو بن جاتے۔

اس کے ساتھ چونکہ مفتوحہ علاقوں کے حکمرانوں اور تمام معزز سرداروں یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ حکومت کی زبان عربی تھی۔ لہذا ہر شہر اور قرب کے لوگ عربی سیکھنا چاہتے تھے۔ اور مدارس قرآن کی طرف رجوع کرتے۔ جن میں عربیت کی تعلیم ہوتی تھی۔ ایسی درسگاہیں ہر جگہ کثرت سے موجود تھیں۔ مساجد میں اماموں اور موذنوں کے علاوہ اور بہت سے ایسے صحابہ موجود تھے۔ جو مسجد کے کسی کونے میں یا کسی اور جگہ بیٹھ جاتے۔ اور ان کے گرد ہزاروں طلبہ کا ہجوم ہو جاتا۔ یہ بزرگ ان باضابطہ اور تنخواہ یاب بزرگوں کے علاوہ تھے جو مفتی یا قاضی کی حیثیت سے ازجانب خلافت مامور تھے۔

بہرحال تعلیم دین اور تعلیم تربیت کا بہترین انتظام موجود تھا جس کے ذریعہ سے پہلے قرآن کریم کی پھر عربیت کی بعد ازاں ایام عرب کی اور اسی سلسلہ میں احادیث نبوی کی تعلیم ہر جگہ ہو رہی تھی۔ ممالک دور دراز کے نئے ایمان لانیوالے عربی زبان کے ساتھ۔ اس سے زیادہ ان باتوں کے جاننے کے شایق تھے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے اطوار وعادات کیسے تھے۔ آپ کے اقوال وافعال کیا تھے۔ اور آپ کس نوعیت اور کس شان کے انسان تھے۔ کہ آپ کا دین دنیا کے تمام دینوں پر اور آپ کی حکومت سارے عالم کی سلطنتوں پر چھائی جاتی ہے۔ کوئی معمولی شخص بھی جناب سرور عالم کے کچھ حالات بیان کرتا تو اس کے گرد ہزارہا خلقت کا گھٹھ لگ جاتا عوام کے اسی ذوق وشوق نے علم حدیث کو پیدا کیا۔ اور اموی خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے حدیث نبوی کو ایک فن بنانے کے ساتھ ساری دنیا میں تبلیغی خطوط بھیجکر ہندوستان کے بعض راجاؤں تک کو مسلمان کرلیا۔ ان دنوں روایت حدیث مرجعیت ومقبولیت کا اعلیٰ ترین ذریعہ بن گئی بیکڑوں آدمی گھڑ گھڑ کے اور بٹ بٹ کے جھوٹی حدیثیں بنانے لگے۔ اس فتنہ کے روکنے لئے نقد حدیث اور جرح تعدیل کے قوانین بنے۔ اور حدیث کے تحت میں بہت سے

ع اس نے اپنی اسی خصلت سے مجبور ہو کر نقطہ نوازی کے لفظ پر بھی بھونڈا مذاق اڑایا ہے۔ حالانکہ اس کا مذاق اڑانا اس کی اپنی ہی کوتاہ اندیشی پر دلالت کرتا ہے یہاں نقطہ نوازی ذرہ نوازی کے معنوں میں ہے

نئے علوم پیدا ہو گئے۔ جو تاریخ وسیر کے لازمی ضمیمے ہیں۔

الغرض خلافت راشدہ کے عہد میں قرآن وحدیث اور تعلیم عربیت کا یہ طریقہ تھا۔ اور یہ ایسا مبارک اور موثر طریقہ تھا۔ کہ تھوڑے ہی زمانہ میں باوجودیکہ مسلمان لا اکراہ فی الدین کے عادلانہ جادے سے کبھی نہیں ہٹے۔ ساری رعایا خود بخود مسلمان ہو گئی۔ اور عربی . اُن کی مادری زبان ہو گئی۔

KHILÁFAT LIBRARY

خلافت راشدہ کے آخر عہد تک اسلام مشرق میں مکران۔ کرمان۔ سیستان۔ خراسان اور لب دریائے جیحوں تک۔ شمالی میں آذربائیجان کوہ قاف۔ حلب اور انطاکیہ تک۔ اور مغرب میں افریقہ کے علاقہ الجزائر تک پہنچ گیا تھا۔ اور جتنے ممالک اس ملک کے اندر ہیں۔ سب میں مذکورہ بالا تعلیم جاری تھی۔ خلافت کے اس زریں عہد کے بعد خلافت بنو امیہ کا آغاز ہوا۔ اس دور میں اگرچہ تعلیم وتمدن کے وہی طریقے رواجی حیثیت سے قایم تھے۔ مگر خلفا اور والیان ملک کی وہ سادگی وحق پژوہی کی شان بدل گئی تھی۔ اب بھی عربی فرمان روا اور حاکم تھے۔ مگر ان میں بوئے ریاست پیدا ہو گئی تھی۔ خلیفہ اپنی نفس پروری اور عیش پرستی کی دھن میں تبلیغ اسلام کو بھول گئے تھے جس کا لازمہ تھا۔ کہ اکثر والیان ملک بھی اپنی ہوسوں کے بندے تھے۔ لیکن یہ خرابیاں ان کی ذات پر ختم ہو جاتی تھیں۔ خلافت راشدہ جو نقش قایم کر گئی تھی قایم تھا۔ اور فتوحات کے ساتھ تبلیغ وتعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔ دو چار سال کے لئے خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے خلافت راشدہ کی شان کو زندہ کر کے تبلیغ کی ناصحانہ آواز اقصائے عالم میں پہونچا دی تھی۔ مگر اس کی آنکھ بند ہوتے ہی پھر وہی مستیاں تھیں۔ اور وہی غفلت کی نیندیں۔

ان خلفاء کے عہد میں اسلام ہندوستان کے مغربی اور جنوبی کونے میں یعنی سندھ میں آیا۔ اگرچہ اس کے آنے کی شان مبلغانہ نہیں بلکہ فاتحانہ تھی۔ مگر عرب یہاں کثرت سے آباد ہو گئے۔ اور ان کو رسالت کے انداز نے ایسا رنگ دیا تھا۔ کہ وہ اگر کوشش نہ بھی کرتے تو خالی ان کی صحبت ہی تبلیغ دین کا کام کر جاتی تھی۔ دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے آغاز میں جو جغرافیہ نویس سیاح عرب سندھ میں آئے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملتان اور منصورہ میں حدیث وفقہ کی بڑی بڑی درسگاہیں کثرت سے موجود تھیں۔ اور ایک خلقت عظیم ان میں عرب کی زبان اور توحید کے دین کی تعلیم پا رہی تھی۔

اگرچہ اب تبلیغ میں عرب کو وہ اگلا سا انہماک نہ تھا مگر خلافت راشدہ کے قایم کئے ہوئے نظام اشاعت دین کے ایک حد تک باقی رہنے کی یہ برکت تھی۔ کہ آج سندھ میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے تگنی چوگنی ہے۔

اس عربوں کی حکومت سندھ کا خلافت بنی عباس کے زوال کے بعد یہ حشر ہوا۔ کہ پہلے دیمیوں کا تسلط ہوا۔ بعد ازاں قرامطہ کا اور آخر کار اسمٰعیلی خلفائے مصر کی حکومت قایم ہو گئی۔ اور پانچویں صدی کے آغاز میں محمود غزنوی سندھ میں پہنچا۔ تو اگرچہ رعایا کا غالب حصہ مسلمان تھا۔ مگر سب اسمٰعیلی تھے۔

اسلام کے دوبارہ آنے کا آغاز محمود غزنوی کے حملہ آورانہ عہد ہمایوں سے ہوا۔ محمود کی تبلیغ کا دائرہ بت شکنی یا اسمٰعیلیوں کی پامالی تک محدود تھا۔ اس کو تبلیغ دین کرنے سے زیادہ شوق اپنے کرامی عقاید کو مسلمانوں میں پھیلانے کا تھا۔ چنانچہ وہ اہل سنت میں ابو محمد کرام کے اعتقادات کی طرفداری میں اشاعرہ اور شافعیہ کا دشمن تھا۔ فلسفیانہ خیال کے علمائے اسلام کے خون کا پیاسا تھا۔ اور حنفیہ سے بھی بغض رکھتا تھا۔ لہذا اس کی تبلیغی کوشش خود مسلمانوں پر جور وتعدی کرتی۔ ہندوستان کے ہندوؤں کے ساتھ اس نے بجز اس کے کچھ نہیں کیا۔ کہ ان کے شہر فتح کئے۔ . . . . . ان کے بتخانے مسمار کئے جس سے عربوں کا اگلا دور خلافت بحر زتھا۔ اس سے اہل ہند میں اس کی طرف سے وحشت ونفرت پیدا ہوئی۔ غرض سچا طریقہ تبلیغ اس کے عہد میں مفقود تھا۔

اس کے بعد جتنے فاتح پیدا ہوئے۔ صرف ملک گیری کر رہے تھے۔ ان کے مسلمانوں ہونے کا ذیلی وضمنی اثر ضرور پڑتا تھا۔ اس لئے کہ مشہور ہے الناس علی دین ملوکھم۔ تاہم محمود کے بعد والے مسلمان فاتحان ہند میں ایک سادگی تھی۔ جو ان کا کچھ نہ کچھ اخلاقی اثر ڈالتی لیکن ان کا جہاد وہ اسلام کا جہاد نہ تھا۔ جس کی شان صحابہ نے اپنے دور فتح مندی میں دکھائی تھی۔ وہ ہندوؤں کے سامنے اسلام اور جزیئے کو نہیں پیش کرتے تھے۔ بلکہ مطیع کو اپنی سطوت کا زور دکھانے اور سرکشوں کا سر اپنے آگے جھکوانے کے لئے لڑتے تھے۔ وہ اپنے استبداد کا رعب قایم کرنے کے لئے تلوار ہاتھ میں لیتے تھے۔ نہ کہ اشاعت دین کے لئے!

چند روز بعد جبکہ ہند مغلوب ہوئے۔ اور سر اٹھانے کے قابل نہ رہے۔ تو سواد ہند میں جو متفرق اسلامی حکومتیں قایم ہو گئیں تھیں۔ وہ آپس میں لڑنے لگیں۔ اور اب انہیں ہندوؤں سے بجز اس کے وہ ان کی فوج کے سپاہی بنیں۔ اور کسی قسم کا سروکار نہ رہا۔

ان کشمکشوں کے انجام نے پرانی فتحوں کے آثار پر دولت مغلیہ کا تخت بچھایا۔ اس کے ابتدائی دو بادشاہوں کا عہد سارے ملک کو زیر نگیں بنانے۔ اور اپنا جبروت قایم کرنے میں صرف ہوا۔ اور اکبر کے عہد میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ جس نے دوسری مسلمان قوتیں کے توڑنے اور اپنی سیادت کا سکہ بٹھانے کے بعد ایک نوایجاد مذہب کی تبلیغ کے ساتھ ایک نیا تمدن قایم کیا۔ جو ہندو مسلمان ہی نہیں بلکہ پارسی ومسیحی عقاید وخیالات کا بھی مجموعہ تھا۔ فقہا علما کونے میں بٹھا دیئے گئے۔ صوفیہ نے البتہ اپنے سمونے ہوئے رنگ سے اکبر کے قایم کئے ہوئے مشرکانہ وملحدانہ تمدن پر نئے نقش ونگار بنا لئے۔

بہر حال ہندوستان میں عربوں کا دور ختم ہونے کے بعد نہ کبھی وہ اسلامی تعلیم جاری ہوئی۔ جس میں دعوت وتبلیغ کی کشش تھی۔ اور نہ وہ عربی معاشرت قایم ہوئی جو اپنی سادگی کی وجہ سے خود ہی داعی اور مبلغ دین ہو جایا کرتی تھی۔ بادشاہوں کی زبان فارسی ہونے کے باعث دربار اور دفاتر کی زبان فارسی ہو گئی۔ اور عربی کا رواج عام نہ ہونے پایا۔ جس کا لٹریچر بغیر کسی مزید کارروائی کے خود ہی دین اسلام قبول کرنے کا محرک ہو جایا کرتا۔ صرف علما اور مفتی بننے اور قوم کی پیشوائی کرنے کے لئے اتنی عربی پڑھ لیا کرتے تھے۔ کہ دینی لٹریچر کو پڑھ سکیں۔ جس طرح عیسائیوں میں صرف انجیل پر معمولی نظر ڈالنے کے لئے یونا

ی تعلیم ہوتی ہے۔ اس ناقص تعلیم کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ یہاں کے عربی داں نہ عربوں سے بات کر سکتے تھے۔ اور نہ عربی کے علمی لٹریچر کو سمجھ سکتے تھے۔

ہندوؤں کو خارجی اثروں سے باور کرا دیا گیا ہے اور نوجوان ہندو اب بغیر کسی حجت اور دلیل کے دعویٰ کرنے لگے ہیں کہ اسلام بزور جبر پھیلایا گیا۔ اس کا کوئی صحیح ثبوت اسلام کے قرون اولیٰ یعنی خلافت راشدہ میں ملتا ہے خلافت ہائے بنو امیہ و بنی عباس میں اور نہ کسی عربی حکومت میں!

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان میں تو ان اگلی خلافتوں کے خلاف بجز ایک تاجداروں کے تمام بادشاہوں کا طبعی رجحان اس طرف تھا۔ کہ یہاں کی رعایا اگر ہندو ہی رہے۔ تو ہمارے مقاصد حکمرانی کے لئے زیادہ مفید ہے۔ اس لئے کہ بغاوت و سرکشی کرنے والے علی العموم مسلمان ہوا کرتے ہیں۔ اور ان کو مطیع و منقاد بنانا بہت مشکل ہوتا۔

ایسے جزئی واقعات کہ کسی مسلمان سپاہی یا افسر کے ہاتھ سے ظلم ہو گیا۔ بیشک پیش آئے۔ مگر بہت ہی کم۔ اور بہ غور تاریخ کے ورق الٹئے تو یہ بہت زیادہ نظر آتا ہے کہ غیر مسلم رعایا پر ظلم کرنے کے پاداش میں مسلمان سرداروں کو سخت ترین سزائیں دی گئیں۔

ان باتوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں کبھی متعصبانہ شان سے حکومت نہیں کی گئی۔ اور نہ کسی باضابطہ طور پر اسلام کی اشاعت و دین دعوت دی گئی۔ اور اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعداد غیر مسلمانوں سے بڑھنا درکنار برابر بھی نہ ہونے پائی۔ یہ اور بات ہے۔ کہ بمصداق الناس علی دین ملوکھم بہت سے ہندو خود اپنے طرف سے مسلمانوں کی حکومت و شوکت دیکھ کر بطیب خاطر اپنے شوق سے مسلمان ہو گئے۔

... کو بڑے انعام میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ نمونہ مفت طلب کیجئے ... ڈرپتی کا قتل سراغرسانی کے فسانوں میں سے ایک بے نظیر فسانہ ... ولایتی کاغذ لکھائی چھپائی ٹائٹل وغیرہ دیدہ زیب قیمت ... قبضہ اراضی ملوبہ آگرہ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۲۶ء مع فہرست و ضمیمہ جات ... دفعات سابقہ صفحات ۲۰۰ قیمت ... پتہ دفتر الخلیل بجنور یوپی

سوامی شردھانند کا قتل
ہندو مسلم اتحاد۔ اسلامی تعلیم

۱۔ پانچ آریہ سماجی لیڈر اب تک مارے جا چکے ہیں۔ سوامی دیانند بانئے آریہ سماج ایک برہمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔ لالہ رام چند جموں والے ہندوؤں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ پنڈت تلسی رام میرٹھ والے ہندوؤں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ پنڈت لیکھرام کے قاتل کا پتہ نہیں ملا۔ سوامی شردھانند ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارے گئے۔ حالانکہ آریہ سماج کا سب سے بڑھ کر پروپیگنڈا اسلام کے خلاف ہے۔ اس لئے سوامی شردھانند کے قتل کو ہندو مسلم سوال نہ بناؤ۔

۲۔ سوامی شردھانند کے قتل کو تمام مسلمان علماء مسلمان لیڈروں۔ اسلامی اخبارات۔ اسلامی جماعتوں نے خلاف شریعت فعل کیا ہے۔ اس لئے مسلمان قوم ایک فرد کے فعل کی جس سے وہ اپنی برات ظاہر کر رہی ہے ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔

۳۔ مسلمانوں نے اس موقعہ پر اظہار رائے کرنے میں ہندوؤں سے بہت بڑھ کر دانشمندی اور جرات سے کام لیا ہے۔ کیونکہ آج کسی ہندو لیڈر یا ہندو اخبار یا ہندو جماعت نے اس بیگناہ مسلمان محبوب علی کے قتل پر اظہار افسوس نہیں کیا۔ جو راہ چلتا صرف چند جوشیلے ہندوؤں کے مذہبی جوش کا بلا کسی وجہ کے شکار ہوا۔

۴۔ مسلمانوں کا تلوار اور پستول کے ناواجب استعمال پر زیادہ آمادہ ہونا بے بنیاد الزام ہے۔ کیا افغانستان کے مسلمانوں کی حکومت میں کبھی کوئی ہندو مارا گیا ہے۔

۵۔ آریہ سماج کا طریق عمل دوسرے مذاہب اور فرقوں کے بزرگوں کو برا کہنا فسادات کی اصل کی جڑ ہے۔

۶۔ اسلام کی طرف یہ منسوب کرنا کہ غیر مسلم کے قتل سے قاتل کو بہشت مل جاتی ہے۔ سراسر افترا اور فساد پیدا کرنے کا سامان ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی تعلیم نہیں۔

۷۔ اسلام کے نزدیک مسلم اور غیر مسلم کی جان یکساں قابل احترام ہے۔

۸۔ اسلام کی تعلیم سب قوموں میں نبیوں کا آنا مان کر تمام مذاہب اور قوموں میں صلح اور محبت کی عظیم الشان بنیاد رکھتی ہے۔ آریہ سماج کے بعض غلط کار لیڈر تعلیم اسلام کو اور مسلمانوں کو بدنام کر کے ہندو مسلم فساد کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ ہندو اہل وطن خود تعلیم اسلام پر ٹھنڈے دل سے غور کریں!

۹۔ موجودہ شورش جو بعض آریہ سماجی اخبارات پیدا کر رہے ہیں۔ اس کی غرض سوائے ہندو مسلم فساد کو بڑھانے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی۔

۱۰۔ تفصیلات کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے یا مقامی جماعت احمدیہ کے سکرٹری سے ٹریکٹ طلب کرو جو مفت بھیجا جائیگا۔

المعلن سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگز

رسالہ القریش امرتسر

قدیم تاریخ اسلام کو نئے رنگ میں پیش کر کے مسلمانوں کو اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید کرنے معتبر تاریخی روایات کی شہادت سے شاہان اسلام کی عدالت، نصفت شعاری اور حق جوئی کا ثبوت دینے حالات حاضرہ پر دلچسپ و نتیجہ خیز بحث کر کے اتحاد بین المسلمین کی اہم تجاویز پیش کرنے اور قوم قریش کی شیرازہ بندی کے لئے اصلاحی و قومی مضامین کی اشاعت کرنے کے لئے بارہ سال سے قریشی محمد علی صاحب رفیق صدیقی کی ادارت میں امرتسر سے ہر انگریزی مہینہ کی ۶ تاریخ کو آب و تاب شایع ہوتا ہے۔

سلطان العلوم ہز اگزالٹڈ ہائی نس فرمانروائے دکن (ادام اللہ سلطنتہٗ و حشمتہٗ) کے تلطف شاہانہ سے مدارس محروسہ سرکار عالی کے لئے کثیر تعداد میں خریدا جاتا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپیہ فی پرچہ ۴ آنہ۔ مینیجر القریش امرتسر

قوم و ملت کے صحیح جذبات

علمی مضامین چیدہ خبریں دلچسپ فسانے۔ سہ روزہ مشہور اخبار ۲ تخلیل میں ملاحظہ فرمایئے۔ جو ہر مہینہ متعدد انعام تقسیم کرتا ہے۔ اور ۳۰ جو ...

KHILAFAT LIBRARY

قیمت بذریعہ منی آرڈر

اللہ شافی

خدا کی قدرت

دکن کی بے نظیر دوا میا کا پڑسو گڈہ جو اعصاب دل و دماغ و اعضائے رئیسہ کو طاقت ور بنانے کے لئے اپنی نظیر آپ ہے مشک و عنبر جواہرات اس کے سامنے ہیچ ہیں

ہم اس کے متعلق کچھ زیادہ خامہ فرسائی کرنا نہیں چاہتے۔ تاکہ کہیں پبلک مبالغہ نہ سمجھے بلکہ صرف قدیم و قابل حکماء مصنفین کی تحریر اور ان کے ذاتی تجارب ان کی کتب سے نقل کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ خواہشمند اس بے نظیر اور قدرتی دوا کے استعمال سے اپنی کھوئی ہوئی جسمانی قوت کو از سر نو حاصل کر کے کم خرچ بالا نشین کا مصداق بنیں۔ اور اطبا بھی اس نایاب دوا کو حاصل کر کے اپنے کمزور مریضوں کو فائدہ پہنچائیں چونکہ یہ نعمت ہر ایک کو میسر نہیں آ سکتی۔ اس لئے ضرورتمند اصحاب اس بے نظیر موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ بار بار ایسی نایاب دوا نہیں ملا کرتی

افعال و خواص میا کا پڑسو گڈہ

منقول از یادگار رضائی صفحہ ۱۱ سطر ۸ مصنفہ حکیم مولوی رضا علی خان صاحب حیدر آبادی اور خواص الادویہ جلد دوم مصنفہ علامہ مولانا نجم الغنی خان صاحب رامپوری لکھتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ جینوا ڑ دایک قوم کا نام ہے) اس کو دودہ میں ابال کھاتے ہیں۔ ان کی جسمانی صحت بہت مضبوط ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے میاں بیوی اس راحت اور خوشی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا ہے۔ ایک صاحب نے دوستی کی وجہ سے مجھکو یہ دوا تحفتہً دی تھی۔ میں نے جب کھائی تو طاقت پیدا کرنے میں مسیحائی اثر پایا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گائے کے دودہ میں ابالا جاتا ہے۔ تاکہ دودہ اس میں جذب ہو جائے پھر سکھا کر پیسکر کپڑ چھن کر کے غبار کی طرح بنا کر آدھے تولہ کی مقدار میں آدھا تولہ شکر سفید کے ساتھ نہار منہ غذا سے پیشتر کھائیں یا کھلائیں۔ اعصابی دماغی بدنی طاقت دینے میں اسے اپنی نظیر آپ پاؤ گے۔ اس کے سامنے دیگر قیمتی طاقت دینے والی دوائیں آپ محض ہیچ سمجھیں گے مقوی اور مشتہی اور ہاضم ہونے کے علاوہ دافع قبض بھی ہے۔ بغرض افادہ عام اسکی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے عوام سے فی سیر آٹھ روپے اور اطبا سے فی سیر چھ روپے محصولڈاک بذمہ خریدار آدھ سیر سے کم آرڈر کی تعمیل نہ ہو گی قیمت بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیئے۔ پتہ

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متصل شاہ علی بنڈہ چوک اسپال حیدر آباد دکن

اکسیر البدن نے تو حد ہی کر دی

آج جس طرح ہمارا موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے ٹھیک اسیطرح یہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ، زکام، کھانسی، کے دور کرنے پٹھوں کو مضبوط بنانے گندے خون کو صاف اور عمدہ خون کو پیدا کرنے جسم کو چست بنانے، دل میں نئی امنگ، اور اعضا میں نئی ترنگ، اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے، معدہ کو تقویت دینے، جوانی کو محفوظ رکھنے بڑھاپے کے عوارض سے بچانے کیلئے تریاق ثابت ہو رہی ہے!

مجاہد مصری کیا کہتے ہیں

چنانچہ جناب شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصری تحریر فرماتے ہیں کہ میں نہایت خوشی اور مسرت کیساتھ جنابکو یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ عزیزم شیخ داؤد احمد صاحب کی صحت جو عرصہ سے خراب چلی آ رہی تھی۔ اور ہم نے اپنی طرفسے انکے علاج و معالجہ میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔ مگر ہمکو انکی صحت کے متعلق بہت پریشانی تھی۔ آخر آپکی اکسیر البدن انکو شروع کرائی گئی۔ اس کے متعلق ان کا خط مجھے ملا جسمیں انہوں نے بدیں الفاظ اپنی صحت کی مجھے اطلاع دی ہے "مجھے اکسیر البدن سے بہت کچھ فائدہ ہوا۔ کھانسی اب تو مجھے بالکل نہیں ہوتی۔ ویسے بھی میری صحت بہت ترقی کر رہی ہے میں نے اب کالج کی پڑھائی شروع کر دی ہے"۔ مجھے آپ کی اکسیر البدن کی اس سریع التاثیری کی بہت خوشی ہوئی ہے اور میں اسکو آپکے اس اخلاص کا نتیجہ خیال کرتا ہوں۔ جس کے ماتحت آپ ادویات کو بہ کمال احتیاط تیار کراتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اس خط کو شایع کر دیں تاکہ دوسرے کمزور صحت والے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہ تعالے آپکو اس مفید ایجاد کیلئے جزائے خیر دے"۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپے محصولڈاک علاوہ۔

پتہ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

جناب کوی ولوپ ویدیہ بھوشن پنڈت ٹھاکر دت جی شرما صاحب موجد امرت دھارا ایڈیٹر اخبار دیش اوپکارک لاہور کی تصنیف کردہ

اپنی قسم کی پہلی بےنظیر مفید کتب

رسالہ سرعت کل دنیا میں ۹۰ فی صدی سے بھی زیادہ اس مرض میں مبتلا ہیں وجہ یہ ہے کہ بدعادت تمام دنیا پر قبضہ کئے ہوئے ہے اس رسالہ میں اس کی مکمل تشریح کی گئی ہے اور بعدہ مفصل علاج اور ہر قسم کے نسخہ جات بھی دئیے گئے ہیں تاکہ ہر امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں اب کے بہت سی زیادتی کے ساتھ شایع ہوئی ہے
قیمت اردو ساڑھے پانچ آنے ۔ ہندی

رسالہ آتشک از روئے وید ک یونانی و ڈاکٹری اس مرض کی مکمل تشریح اسباب علامات اور علاج وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے پہلے ایسی مکمل کتاب نہیں لکھی گئی ڈیڑھ سو سے زیادہ ہر قسم کے نسخہ جات دئیے گئے ہیں تمام حکماء کا راز اور با تصویر ہے قیمت

رسالہ سوزاک ۱۶۸ صفحوں کا ویدک یونانی ڈاکٹری کی کل تحقیقات دکھلانے والا مکمل رسالہ ہے جس میں دو سو سے زیادہ ہر قسم کے نسخہ جات بھی دئیے گئے ہیں مرض سوزاک اور اس کے متعلقین امراض پر اس سے بہتر کوئی رسالہ نہیں مل سکتا ۔ قیمت فی جلد اردو ۱۲؍ ہندی ۱۲؍

مجرب نسخہ جات کے ذخیرے دیش اوپکارک طبی اخبار ہندوستان بھر میں سب سے پہلا طبی اخبار ہے ہندوستان کے ہر کونے کے وید و طبیب صاحبان وقتاً فوقتاً اس میں اپنے مجربات کو لکھتے رہتے ہیں سینہ کے راز ظاہر کرتے ہیں پشتوں کی کمائیاں ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں مندرجہ ذیل کتب اس سلسلہ میں نکل چکی ہیں

رسالہ مجربات حکماء ہند نمبر اوّل اس میں دیش اوپکارک کے سال از اپریل ۱۹۰۴ء تا مارچ ۱۹۰۵ء کے کل مجرب نسخہ جات درج ہیں بڑے بڑے نامی حکماء اور ایڈیٹر دیش اوپکارک کے مجرب نسخہ جات درج کئے گئے ہیں قیمت دس آنے

رسالہ مجربات حکماء ہند نمبر دوم اس میں اخبار دیش اوپکارک کے از اپریل ۱۹۰۵ء تا مارچ ۱۹۰۷ء یعنی دو سال کے مجرب نسخہ جات کا جو در صورت جوابات مراسلات یا از طرف ایڈیٹر شایع ہوتے رہے لب لباب اور نچوڑ درج کیا گیا ہے مجربات کی کان ہے
قیمت فی جلد تین روپے

مجربات حکماء ہند نمبر سوم دیش اوپکارک کے ۲ سال اپریل ۱۹۰۷ء سے مارچ ۱۹۰۹ء تک کے تجربات کا مجموعہ قیمت فی جلد ساڑھے تین روپے

رسالہ مجربات حکماء ہند نمبر چہارم اس میں اپریل ۱۹۰۹ء سے مارچ ۱۹۱۱ء تک کے مجربات کا مجموعہ ہے ۔ حجم ۳۷۶ صفحے قیمت ساڑھے تین روپے

رسالہ دردِ سر دردِ سر کی کل اقسام کا از روئے ویدک یونانی اور ڈاکٹری کے مفصل حالات و علاج درج ہیں قیمت فی ساڑھے سات آنے

کام ورتی شاستر حصہ اوّل جس کے اندر ۵۴ فوٹو بلاک کی تصاویر ہیں اور ۲۵۰ دستی تصاویر ہیں قیمت اردو مبلغ پانچ روپے ۔ ہندی چھ روپے

رسالہ ہسٹریا یا اختناق الرحم عورتوں کے واسطے ہسٹریا بہت بری مرض ہے اور یہ مرض ہے کبھی تہذیب کی اور تہذیب کے ساتھ بڑھ رہی ہے اس رسالہ میں اس کی وجہ تسمیہ علامات و علاج از روئے ڈاکٹری یونانی و وید ک مفصل و جامع طور پر بیان کئے ہیں اس سے پہلے اس مرض پر کوئی مفصل کتاب نہیں تھی ۔ قیمت فی جلد آٹھ آنے

دوش گیان (علم الاخلاط) یہ کتاب حکمت کے دروازے کی چابی ہے اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھ لینے سے کبھی انسان علاج میں غلطی نہیں کھاتا ہے امراض کی بنیاد میں اخلاط کی خرابی ضرور ہوتی ہے اس کتاب کے اندر ویدک و یونانی کے ذریعہ وات ۔ پت ۔ کف ۔ رکت یعنی خون ۔ سودا ۔ صفرا و بلغم کی مفصل تشریح کی گئی ہے ۔ ان کے جسم کے اندر فوائد کیا ہیں انکی شکل کیا ہے ۔ بگڑنے کی کیا نشانیاں ہیں ۔ پیشاب ۔ پاخانہ ۔ رنگت مزا ۔ نبض وغیرہ پر کیا کیا اثر ہوتا ہے کس طرح ان کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے وغیرہ باتیں لکھی ہیں ویدوں اور حکیموں کو ہمیشہ پاس رکھنی چاہیئے
قیمت فی جلد بارہ آنے ۱۲؍ ۔ ہندی بارہ آنے ۱۲؍

دانتیان کی امراض و علاج یہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے اس کی خوبیاں اس کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں دانتوں کی مفصل تشریح دانتوں کی احتیاط ان کے صاف کرنے کے طریق بچوں کے دانت آسانی سے نکلنے کے قواعد دانتوں کی مختلف امراض ان کے ڈاکٹری ویدک یونانی علاج کرم خوردہ دانتوں کو بھرنے کے طریق دانت نکالنے کا مفصل بیان غرضیکہ تمام ضروری باتوں کا بیان ہے اسکو پڑھ کر انسان اعلیٰ ڈنٹسٹ ہو سکتا ہے عوام اسکو پڑھنے سے اپنے اور اپنی اولاد کے دانت ہمیشہ مضبوط و خوبصورت رکھ سکتے ہیں
حجم کتاب تقریباً تین سو صفحے قیمت اردو ایک روپیہ آٹھ آنے

گنج مجربات ہم کو فارسی کی ایک قلمی بیاض ملی جس کے اندر ہر مرض کے ایسے ایسے عجیب نسخہ جات ملے جو کسی بھی کتاب میں نہیں ملتے ۔ ہم نے اس کا ترجمہ کر کے دیش اوپکارک میں شائع کر دیا ناظرین اخبار میں سے جس جس نے اس کے نسخہ جات آزمائے تعریف کی ۔ اسواسطے خیال ہوا کہ ایسی مفید کتاب کو اور بھی عام کرنا چاہیئے اس کو کتابی صورت میں آپکے سامنے پیش کیا ہے اسکے سینکڑوں نسخے اس شخص نے برسوں فقیروں اور سنیاسیوں کے پیچھے پھر کر حاصل کئے ہوئے ہیں

[illegible]

المشتہر مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ ۔ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ ۔ امرت دھارا ڈاک خانہ لاہور
خط و کتابت و تار کیلئے پتہ امرت دھارا ۵ لاہور